رجسٹرڈ ایل۔ پی نمبر ۱۸۶
RROD. 6.P.40 3

ایڈیٹر:۔
صلاح الدین ملک ایم۔ اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔
محمد حفیظ بقا پوری

شرح
چندہ سالانہ
چھ روپے
ممالک غیر
۷/۸ روپے
فی پرچہ ۲/۱

جلد ۵ | ۲۸ صلح ۱۳۳۵ ہش ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ ۔ ۲۸ جنوری ۱۹۵۶ء | نمبر ۴

قادیان میں
یوم جمہوریت کی تقریب

قادیان ۲۶ جنوری۔ آج قادیان میں یوم جمہوریت کا جشن سکھ نیشنل کالج کی گراؤنڈ میں منایا گیا۔ جھنڈا لہرانے کی رسم جناب پنڈت موہن لال صاحب فنانس منسٹر حکومت پنجاب نے ادا کی۔ آپ اس تقریب میں شمولیت کے لئے خاص طور پر چنڈی گڑھ سے تشریف لائے تھے آپ کے ہمراہ شری جیراتی لال پرادتشل کانگرس نمائندہ اور بعض دوسرے ذمہ وار کارکن تھے۔ پونے نو بجے جناب منسٹر صاحب بذریعہ جیپ کار کالج گراؤنڈ میں پہنچے اہالیان شہر کی طرف سے ان کا شاندار استقبال کیا گیا جناب ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی۔ جناب باوا ایلونت سنگھ صاحب پریذیڈنٹ ٹاؤن کانگرس اور احمدیہ جماعت کے نمائندگان مکرم مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز و جناب مولوی برکات احمد صاحب نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور خوش آمدید کہا۔ اور وزارت کے عہدہ پر فائز ہونے کی مبارکباد دی۔

احمدیہ جماعت قادیان کے جملہ افراد نے حسب معمول اپنی روایات کے مطابق یوم جمہوریت منانے کے لئے منظم طور پر حصہ لیا۔ تمام احباب ایک جلوس کی شکل میں جن کے ہاتھوں میں موزوں قطعات کے جھنڈے تھے ۔جمہوریت ہند زندہ باد۔ پنڈت جواہر لعل نہرو زندہ باد اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے کالج گراؤنڈ میں پہنچے اور انتظام کے ساتھ اس تقریب میں شامل ہوئے۔

سب سے پہلے جھنڈا لہرانے کی رسم جناب فنانس منسٹر صاحب نے ادا کی بعد قومی ترانہ اور جھنڈے کے متعلق گیت ہو جانے کے بعد منسٹر صاحب نے مختصر سی تقریر میں حالات حاضرہ پر روشنی ڈالی۔ تمام احباب کا شکریہ ادا کیا اور معذرت فرمائی کہ چونکہ پروگرام کے ماتحت وہ کسی اور جگہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس لئے وہ تمام کارروائی میں شریک نہ ہو سکیں گے۔ چنانچہ وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ واپس تشریف لے گئے۔

کالج گراؤنڈ میں مقامی پولیس اور مایبی ایم سی کے رضا کاروں نے منسٹر صاحب کا سواگت کیا اور جھنڈے کو سلامی دی۔

وزیر صاحب کے جانے کے بعد جلسہ کی بقیہ کارروائی ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب صدر میونسپل کمیٹی قادیان کی صدارت میں شروع ہوئی جس میں بعض نظمیں پڑھی گئیں اور گیت گائے گئے۔ ازاں بعد صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ایک ضروری تقریر فرمائی (جو دوسری جگہ تفصیلاً درج ہے)

عزیز احسانات احمد ابن مکرم مرزا برکت علی صاحب نے علامہ اقبال کی مشہور نظم "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" خوش الحانی سے سنائی۔ اور بعض دوستوں کی طرف سے عزیز موصوف کو دو روپے انعام بھی دیئے گئے۔

اس موقعہ پر کالج کے منتظمین کی طرف سے کھیلوں کا پروگرام بھی رکھا گیا۔ جس کو سرانجام دینے کے لئے کیپٹن کرتار سنگھ صاحب نے خاص طور پر دلچسپی لی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تاریخ وار اطلاعات حسب ذیل ہیں:۔

ربوہ ۱۹ جنوری۔ آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا۔ "طبیعت خراب ہے"۔

۲۰ جنوری۔ فرمایا۔ طبیعت پہلے جیسی ہی ہے۔ ۲۱ جنوری۔ فرمایا صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ کل حضور نے نماز جمعہ پڑھائی اور نہایت ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا ۔ ۲۲ جنوری۔ آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔ طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۲۲ جنوری۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ نیز کراچی سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی بیماری کی یہ تشخیص ہوئی ہے کہ ریڑھ کی ہڈی کے نیچے جو ہڈی کی ڈسک ہوتی ہے وہ اپنی جگہ سے سرک گئی ہے جس کا دباؤ اعصاب پر پڑ رہا ہے۔ اس کا حقیقی علاج اپریشن ہے مگر ڈاکٹر کہتے ہیں ام مظفر احمد کی موجودہ حالت میں اپریشن ممکن نہیں اسلئے متبادل کے طور پر بجلی کی لہر سے علاج کیا جا رہا ہے احباب سیدہ ...

تقریر صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بتقریب
جشن جمہوریت ہند قادیان

صاحب صدر۔ بہنو اور بھائیو۔

ہم سب اس جگہ آزاد جمہوریت کے چھ سال کامیابی سے گذرنے کے بعد اظہار خوشی کرنے اور اپنے آزاد جھنڈے کو سلامی دینے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں بجا طور پر فخر ہے کہ آزادیٔ ملک کے بعد ہم نے زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کی ہے۔ اور اگر ہم اپنی کوشش اور جدوجہد کو صحیح طریق پر جاری رکھیں گے اور آپس میں محبت اور اتحاد کے ساتھ اور تعاون سے رہیں گے۔ تو وہ دن دور نہیں جب ہم اپنے ملک کی تمام ضروریات کے خود کفیل ہو جائیں گے۔ اور ہمیں اپنی ترقی اور سربلندی کے لئے غیروں کی امداد حاصل کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

میرے ہم وطن بھائیو! ملک کی ترقی کی جو سکیمیں اور تجویزیں آج تک ہم کر رہے ہیں ان میں زیادہ تر مغرب کی مادی کوششوں کی جھلک نظر آتی ہے حالانکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ صرف مادی اور ظاہری کوششیں پائیدار کامیابی اور سچی خوشحالی نہیں پہنچا سکتیں۔

یورپ۔ امریکہ اور روس کے پاس ہم سے بہت بڑھ کر مادی ذرائع اور اسباب ہیں۔ اور وہ سینکڑوں سال سے ان کو استعمال کر رہے ہیں لیکن ان کو اب بھی اطمینان اور تسلی حاصل نہیں۔ ان کی ترقی کی بنیادیں دن بدن کھوکھلی ہو رہی ہیں۔ اور شاید ایٹم کی تباہ کاریاں ان کو جلد ہی نیست و نابود کر دیں۔

پس میرے بھائیو! ان آزمائے ہوئے اور ناکارہ مادی اصولوں پر چلنے سے ہماری نجات نہیں۔ اور میں اس وقت آپ کی خدمت میں وہ بات رکھنی چاہتا ہوں جس پر چل کر ہم مادی ذرائع اور اسباب سے پورے طور پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور ہماری ظاہری کوششیں ثمرہ پھل لا سکتی ہیں اور

میں سمجھتا ہوں کہ عام طور پر سیاسی رہنما اور قومی کارکن اسی بات کو نظر انداز کرکے ہی نقصان اٹھاتے ہیں حالانکہ ہمارے بزرگوں اور روحانی پیشواؤں نے اس روحانی ذریعہ سے ہی پائیدار ترقی اور کامیابی حاصل کی ہے۔

محترم بھائیو! کامیابی کا وہ ذریعہ جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں دُعا ہے۔ اور خود مہاتما گاندھی نے اپنی آزادی کی جدوجہد میں اس کو آزمایا اور کارآمد پایا ہے۔ بلکہ آپ نے دعا کے متعلق یہاں تک تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"Life seemed to me dull and void without it"
I have had my share the bitterest public and private experiences they threw me into temporary dispair if I was able to get rid of that dispair it was Because of prayer'

"یعنی دعا کے بغیر میری زندگی بے کیف بے مزہ اور خالی نظر آئی مجھے قومی اور ذاتی زندگی میں بہت سے تلخ تجربے ہوئے جن سے عارضی طور پر میں مایوس بھی ہو گیا لیکن جب میرے میں نے مایوسی سے چھٹکارا حاصل کیا وہ دعا ہے"

پس میرے بھائیو! بیشک آپ اپنی ترقی اور ملکی ترقی کے لئے ظاہری اقتصادی کوششیں کریں۔ پنج سالہ پلان بنائیں آپس میں محبت و اتفاق اور تعاون کی لہر چلائیں۔ رشوت۔ کنبہ پروری اور ہر قسم کی دوسری خرابیوں کو دور کرنے کے لئے کوشش کریں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ جدوجہد اور کوشش اسی وقت پورے طور پر مفید اور کامیاب ہو سکتی ہے کہ دعا اور پرارتھنا کے ذریعہ سے ہم اپنے مالک اور پیدا کرنے والے کی مدد اور نصرت بھی حاصل کریں۔ مہاتما گاندھی کا تجربہ دعا کے متعلق میں ابھی بتا چکا ہوں۔ ہم خود بھی دعا کی طاقت اور تاثیر کو آزما چکے ہیں۔ بس میں آپ کو قومی اور انفرادی ترقی کے اس عظیم الشان گر کی اطلاع دیتا ہوں خدا کرے ہم اس پر عمل کرکے خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔

"جے ہند"

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

پرتاپ کی نیش زنی

(از قلم مکرم دولت رام صاحب گپتا ایم۔ ایل۔ اے ہماچل پردیش)

ذیل میں ہم جناب دولت رام گپتا ایم۔ ایل۔ اے ہماچل پردیش کا ایک مقالہ لکھنؤ کے نیپالی کی شرارت کے متعلق درج کرتے ہیں۔ احمدیہ جماعت شروع سے ہی اس بات کو پیش کرتی رہی ہے۔ کہ ملک میں اس وقت تک امن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مسلمان کسی مسلمان غلط کار کی حمایت یا ہندو کسی ہندو غلط کار کی حمایت کرنا نہ چھوڑ دیں۔ اس وقت تک یہ ہو رہا ہے کہ اگر مثلاً کسی ہندو سے کوئی ایسی تحریر یا بات سرزد ہو جاتی ہے۔ جس سے مسلمانوں کے قلوب مجروح ہوتے ہیں تو مسلمان تو پروٹسٹ کرتے ہیں۔ لیکن ہندو اپنی قومی پاسداری کی وجہ سے ایسے فتنہ انگیز۔ اور شر پسند انسان کی طرفداری کرتے ہیں۔ اور جب ایسا شخص یہ دیکھتا ہے۔ کہ اس کی قوم اس کے فعل پر اُس کی پشت پناہی کر رہی ہے تو وہ غیر قوم کے واویلا اور شور کو پرپشہ کے برابر وقعت نہیں دیتی۔ یہی حال ہندوؤں کے علاوہ ملک میں بسنے والی دوسری قوموں کا ہے۔ جس کے نتیجے میں ایک زہریلا چکر فتنہ و فساد کا حرکت میں آیا ہوا ہے۔ اور ہمارا ملک جس کو آزادی کے بعد مختلف قوموں کے باہمی اتحاد و اتفاق کی اشد ضرورت تھی ابھی تک اس سے محروم ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ جناب گپتا صاحب نے یہ قابل قدر مقالہ خود اپنی قوم کے ایک فرد کے خلاف لکھ کر ملک کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ اگرچہ اس کے بعض الفاظ کی سختی کی وجہ سے ہم ذاتی طور پر ان سے متفق نہیں۔ لیکن مقالہ نگار کے احترام کے پیش نظر اس مضمون کو من وعن شائع کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

لکھنؤ کے کسی خبیث النفس نیپالی نے اپنے کتے کا نام حضرت محمد صاحب پیغمبرِ اسلام کے مقدس نام نامی پر رکھا۔ کتا گم ہو گیا یا کیا گیا، گمشدگی کا اشتہار لکھنؤ کے دو مشہور اور کثیر الاشاعت اخبارات "پائنیر" انگریزی اور "سوتنتر بھارت" ہندی میں دیا گیا۔

نام، گمشدگی اور اشتہار گمشدگی کے سارے قصہ کو کوئی بھی سلیم العقل انسان شرارت کا نام دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خواہ وہ کسی بھی مذہب کا پیرو کار کیوں نہ ہو۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ معاملہ باقاعدہ طور پر لکھنؤ کی کسی عدالت میں چلایا گیا ہے یا نہیں۔ اس لئے میں اس سارے فتنہ پر کھل کر کچھ نہیں لکھ سکتا کہ مبادا کہیں توہین عدالت کا مرتکب نہ گردانا جاؤں۔

بہرحال اس فتنہ کے ایسے پہلو سے جس کا تعلق عدالتی چارہ جوئی یا قانونی پہلو سے نہ ہو کچھ جذبات سپرد قلم کرنا اپنا انسانی فرض خیال کرتا ہوں۔

اصل تو یہ کہ لکھنؤ کے نیپالی نے جو شرمناک فعل کیا ہے وہ ایسا ہے جو ہر ذی حس انسان بلا امتیاز مذہب و ملت قابلِ نفرین قرار دے گا۔ اگر یہ فعل غلطی، جہالت اور بیہودگی پر مبنی تصور کیا جائے تو بھی ہر وہ شریف انسان جس کے نوٹس میں یہ بات لائی جائیگی نادم و پشیمان ہوگا کہ اُس کے ایک ہم قوم یا ہم مذہب یا ہم وطن سے ایسی فاش غلطی ہوئی ہے۔ جو کہ خواب میں بھی نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ اور ہندو اپنے مسلم دوستوں سے ذکر کرتے ہوئے نیپالی کی شرمناک حرکت پر افسوس کرے گا اور دلآزاری کے لئے معافی کا طالب ہوگا اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ دلآزاری کا یہ پہلو دانستہ اور سہواً نکل آیا ہے کہ کوئی بھی شخص خواہ وہ ہندو، مسلمان، عیسائی یا یہودی کیوں نہ ہو۔ اسے محض غلطی یا سہو یا شرارت کا موازنہ نہ کرے گا تو بھی جذبہ انسانیت سے مجبور ہو کر دلی رنج وافسوس کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے گا۔

لیکن ہندوستانی اخبار روزنامہ "پرتاپ" کے مالک و مقالہ نویس مہاشہ کرشن نے لکھنؤ کے اس المیہ حادثہ پر متواتر نصف درجن سے زائد مقالات دادارے لکھے ہیں۔ اور جس طرزِ تحریر کو اپنایا ہے۔ اُنہیں پڑھ کر بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ محض زخموں پر نمک پاشی کی بدترین ظالمانہ حرکت کے علاوہ اور قطعی کچھ نہیں۔

مان لیا کہ مہاشہ کرشن ایک تجربہ کار مقالہ نویس ہیں۔ وہ قانون سے دامن بچا کر لکھ سکتے ہیں۔ اور انہوں نے لکھا۔ لیکن قانون سے بڑھ کر اخلاق ہے۔ افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ مہاشہ صاحب نے لکھنؤ والے حادثہ پر جو کچھ لکھا ہے۔ اور جن الفاظ میں لکھا ہے وہ محض تجاہلِ عارفانہ ہے اور کچھ نہیں۔

لکھنؤ کے نیپالی نے کتے کا نام محمدؐ رکھا کسی کو معلوم ہوا نہ ہوا۔ اخبار "پائنیر" اور "سوتنتر بھارت" میں گمشدگی کا اشتہار کسی نے پڑھا کسی نے نہیں۔ معاملہ اُٹھا۔ آگے جو ہوگا دیکھ لیا جائے گا۔ لیکن "پرتاپ" میں ایک درجن بار کتے اور پیغمبر اسلام کا نام شذرات و مقالات میں اس طریقہ سے بار بار دہرایا گیا ہے جسے قانون تو اپنی خامی کے باعث نظر انداز کر سکتا ہے لیکن

(باقی صفحہ ...)

آزاد جمہوریت اور اس کا تقاضا

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

۱۹۴۷ء میں ہمارا ملک آزاد ہوا۔ اور اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ملک کا اپنا دستور مکمل ہو کر اُسے آزاد جمہوریت قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ اسی ۲۶ر جنوری کو اس کی چھٹی سالگرہ منائی گئی ہے۔

اس موقعہ پر اگر ہم اس بات پر غور کریں۔ کہ جمہوریت کیا ہے۔ اور اس کا تقاضا کیا ہے۔ تو پھر اس تقریب سے حقیقی معنوں میں فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ اور عملاً اس غرض کو پورا کرنے کی راہ نکلتی ہے جس کے پیشِ نظر ایسی تقاریب منائی جایا کرتی ہیں۔ جمہوریت کی کیا ہی عمدہ تعریف کی گئی ہے کہ

GOVERNMENT OF THE
PEOPLE BY THE PEOPLE
FOR THE PEOPLE

یعنی عوام کی حکومت عوام کے ذریعہ عوام کے لئے اس تعریف کے ماتحت جب بھارت کو آزاد جمہوریت قرار دے دیا گیا۔ تو گویا پہلے دو مراحل تو طے ہوگئے کہ ملک ہند میں بسنے والے ۳۶ کروڑ افراد ہی کے ذریعہ قائم کیا گیا نظام حکومت اسی میں چل رہا ہے۔ اب ہم نے اس کے تیسرے مرحلہ پر غور کرنا ہے۔ کہ اس نظام کو کس طریق پر اصل رنگ میں عوام کے فائدہ کے لئے بنایا جا سکتا ہے۔

وہ افراد جن کے ہاتھ میں اب تک حکومت کی باگ ڈور رہی ہے۔ ان کی محنت و کوشش کا نتیجہ کسی حد تک ہمارے سامنے ہے۔ آج ہمارا ملک ترقی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ اور آئندہ کے لئے جو منصوبے زیر غور ہیں وہ اُسے اور آگے لے جانے کا موجب ہوں گے!! مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی نظام خواہ کیسا ہی اچھا کیوں نہ ہو اُس وقت تک مفید اور کار آمد نہیں ہو سکتا جب تک عوام کی حمایت اُسے حاصل نہ ہو۔ پس بھارت میں بسنے والے ۳۶ کروڑ افراد جہاں اپنے جمہوری نظام حکومت پر اس رنگ میں بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ کہ اس میں ہر بھارت واسی کا حصہ ہے۔ وہاں ملک کا ہر باشندہ ملک کی تعمیر نو میں بجائے خود معمار قرار پاتا ہے۔ اور آزاد جمہوریت کا تقاضا ہے کہ اس کے ۳۶ کروڑ افراد ہی پوری توجہ کے ساتھ ملکی سربلندی میں لگ جائیں اور اس طرح پر کہ حکمران طبقہ اپنی جگہ زیادہ ذمہ داری سے خدمت وطن بجا لائیں اور عوام زیادہ سے زیادہ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔

اس سلسلہ میں ہمیں اسلامی تعلیم سے ایسی عمدہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ اگر اسے ہر بھارت واسی اپنے لئے مشعلِ راہ بنائے تو گویا مقصود کو پالینا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ حکام وقت جن کے ہاتھ میں زمام حکومت دے دی جاتی ہے یہ تعلیم دیتا ہے کہ سید القوم خادمھم کہ قوم کا سردار اور اُن کا لیڈر فی الحقیقت وہی ہے جو قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے۔ پس حکمران طبقہ کو ہمیشہ قومی خدمت کے جذبہ سے اپنے فرائض کو سرانجام دینے کی ضرورت ہے نہ کہ محض افراد پر حکومت جتانے اور اپنے احکام منوانے کی غرض سے۔

دوسری طرف ملک کے دوسرے طبقہ کو یہ الفاظ توجہ دلاتے ہیں کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ کہ اے تمام لوگو! یہ مت خیال کرو کہ تم پر چند افراد کی حکومت ہے اور تم ہمیشہ کے لئے رعایا بن کر رہ گئے ہو۔ نہیں بلکہ تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دائرہ عمل کے اعتبار سے بجائے خود حکمران ہے۔ اور چاہیئے کہ دنیا میں ایسا کردار پیش کرو جس کے نتیجہ میں تمہیں ہر طرح سے سرخروئی حاصل ہو۔ مثلاً بنی نوع انسان کی خدمت اور ملک کی ترقی میں حکام وقت کا ہاتھ بٹاؤ۔ باہمی الفت و محبت کے ساتھ ملک میں امن وامان کی زندگی گذارو وغیرہ وغیرہ۔ رہا یہ سوال کہ اس بات کو کیسے حاصل کیا جائے۔ سو اس کا حصول کچھ مشکل نہیں۔ بس ایک ہی بات کا پیش نظر رکھنا گویا سو دواؤں کی ایک دوا ہے۔ کہ ہر بھارت واسی اپنا ہر کام کرنے سے پہلے اس بات کو دیکھ لے کہ میرے اس کام کا اثر میرے ملک کی ترقی پر کس رنگ میں پڑتا ہے۔ پس جب ہر آدمی اس انداز میں سوچنے لگ جائے اور اسی کے مطابق اپنے اعمال کو ڈھال لے گا تو خود بخود ہمارا قدم ترقی کی طرف بڑھے گا۔ اور ایسی تقاریب کا مقصد جلد سے جلد حاصل ہوگا۔

مذہب اسلام نے حب الوطنی کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حب الوطن من الایمان اس سے مسلمان تو جہاں بھی ہوگا بہر حال اپنے ملک کا بہی خواہ ہوگا۔ اس کا تو مذہبی فرض ہے کہ وہ اپنے ہر کام میں اپنے ملک کی ترقی اور بہبودی کا پہلو پیش نظر رکھے پس اسی رنگ میں ملک کے تمام افراد کے انداز فکر کو بدلنے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے حقیقی معنوں میں ملک کے اندر آزاد جمہوریت قائم رہ سکتی ہے۔!!

اخبار بدر

آپ کا اپنا اخبار ہے اس کی اشاعت بڑھانے میں ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے صرف چھ روپے سالانہ خرچ کرکے آپ سال بھر احمدیت کے دائمی مرکز کی خبروں اور ایمان افروز حضرت اقدس و دیگر علمی مضامین سے بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں۔

خطبہ جمعہ

وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے پورا زور لگا دے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۔ فرمودہ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء بمقام ربوہ

(غیر مطبوعہ خطبہ نویس ۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ

اس سال کا جلسہ سالانہ

باوجود میری بیماری اور ضعف کے خیریت سے گزر گیا اور اللہ تعالےٰ نے پھر ایک دفعہ باوجود میری مجبوری اور معذوری کے مجھے جماعت کے سامنے بولنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ اگرچہ بیماری کی وجہ سے میں اپنے مضمون کو کما حقہٗ ادا نہیں کر سکا۔ مگر پھر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک حد تک وہ مضمون مکمل ہو گیا ہے جیسا کہ میں نے جلسہ کے موقعہ پر بھی دوستوں سے کہا تھا اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی دعوؤں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے۔ اور جماعت کے تمام دوست چاہے وہ کسی شعبہ میں کام کرتے ہوں اپنے تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں

میں نے جلسہ کے موقعہ پر بتلایا تھا کہ اب ہماری

جماعت کا کام

اس قدر بڑھ گیا ہے کہ جب تک تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کی سالانہ آمدنیں ۲۵ - ۲۵ لاکھ روپیہ تک نہ پہونچ جائیں۔ اس وقت تک سلسلہ کے کام خوش اسلوبی سے نہیں چل سکتے۔ ابھی امریکہ سے مجھے خط آیا ہے۔ کہ نیو یارک میں تبلیغ کے لئے ایک مرکز کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک اپنا مکان موجود نہ ہو۔ مبلغ کو ہر روز مکان بدلنا پڑتا ہے۔ اور مالک مکان جب چاہے اُسے نکال سکتا ہے۔ مبلغ ایک رات دن محنت کر کے اپنے اردگرد کے لوگوں سے تعلقات پیدا کرتا ہے۔ جب اُسے یہ امید ہو جاتی ہے۔ کہ اب یہ لوگ اسلام کو قبول کر لیں گے۔ تو مالک مکان کہہ دیتا ہے۔ کہ میرا مکان خالی کر دو۔ اور اسے مکان کی تلاش میں کہیں اور جانا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں تو اگر کوئی ایک مکان سے نکل جائے۔ تو سو گز پر اسے دوسرا مکان مل جاتا ہے۔ لیکن وہ شہر چالیس چالیس پچاس پچاس میل میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے بعض دفعہ اسے کئی میل دور کسی اور مقام پر جانا پڑتا ہے۔ اور وہاں نئے سرے سے

لوگوں سے تعلقات

قائم کرنے پڑتے ہیں۔ گویا یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ہم ایک مبلغ سے یہ امید کریں۔ کہ وہ شیخوپورہ میں تبلیغ کرے۔ لیکن جب وہ اپنے ماحول میں لوگوں سے تعلقات پیدا کرے تو اسے وہاں سے راولپنڈی۔ پشاور یا ڈیرہ اسمٰعیل خاں بھیج دیا جائے۔ جس مبلغ کو ہر وقت خطرہ ہو کہ ممکن ہے اسے اچانک راولپنڈی۔ پشاور یا ڈیرہ اسمٰعیل خاں جانا پڑے وہ شیخوپورہ میں اطمینان کے ساتھ کیسے تبلیغ جاری رکھ سکتا ہے یہی حال اس شخص کا ہوتا ہے۔ جو نیویارک کے ایک محلہ سے مکان بدل کر دوسرے محلہ میں جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں بعض اوقات تیس تیس چالیس چالیس میل کا درمیان میں فاصلہ ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح پہلے واقف لوگوں سے تعلقات قائم رکھنے مشکل ہو جاتے ہیں بہرحال

امریکہ والوں نے لکھا ہے

کہ ہمیں دار التبلیغ کے لئے نیو یارک میں ایک مکان کی ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ہم نے مکان کے حصول کی بڑی کوشش کی ہے۔ لیکن چونکہ یہاں مکانوں کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ اور پھر گاہک بھی بہت پڑا ہے اس لئے ہمیں اب تک کامیابی نہیں ہو سکی تھی۔ اب جس مکان کی ہمیں ایجنٹ نے اطلاع دی ہے۔ وہ ایک لاکھ سینتیس ہزار روپیہ میں ملتا ہے۔ اب تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ اگر ہر

اہم مقام پر مرکز بنانے کے لئے

ہمیں ایک لاکھ سینتیس ہزار روپے کی ضرورت ہو۔ تو ۲۵ - ۳۰ لاکھ روپے سالانہ بجٹ کے بغیر یہ کام کیسے ہو سکتا ہے۔ ادھر ہمارے مبلغین کا یہ حال ہے۔ کہ وہ اکیلے دنیا کی سب سے بڑی طاقت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس کی بہرحال جزا دے گا۔ لیکن ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم محنت کریں۔ اور اپنے بجٹ کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ تاکہ تبلیغ کے کام وسیع کیا جا سکے۔

میں نے جلسہ کے موقعہ پر کہا تھا کہ

ہمارے ملک کے زمیندار

نہ تو صحیح رنگ میں محنت کرتے ہیں۔ اور نہ اپنی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کی آمدنیں نہایت ہی قلیل ہیں۔ یورپ کے بعض ممالک میں ایک ایک ایکڑ چودہ چودہ سو روپیہ سالانہ حاصل کیا جاتا ہے اگر اسی معیار پر ہماری آمدنیں پہونچ جائیں۔ تو اس وقت ہماری جماعت کے دوستوں کے پاس قریباً ایک لاکھ ایکڑ اراضی ہے اگر ہر ایکڑ سے چودہ سو روپیہ سالانہ آمد ہو۔ تو

اس کے معنے یہ ہیں

کہ صرف ہماری جماعت کے زمینداروں کی چودہ کروڑ روپیہ سالانہ آمد ہو جائے۔ اس آمدنی پر اگر زمیندار ایک آنہ فی روپیہ بھی چندہ دیں تو جماعت کا چندہ ۸۰ لاکھ پچاس ہزار روپیہ تک پہونچ سکتا ہے۔ اور اگر وہ وصیت کر دیں اور آمد کا دسواں حصہ دیں۔ تو ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ چندہ آ جائے۔ اگر اتنا چندہ ہونے لگ جائے۔ تو ہم ایک نیویارک کیا بیسیوں شہروں میں مرکز بنانے کے لئے مکان خرید سکتے ہیں۔

ان ممالک میں طریق ہے

کہ مکان بیچنے والا قیمت کا ایک معمولی حصہ خریدار سے لیتا ہے۔ اور باقی قیمت کرایہ کی شکل میں بالاقساط وصول کرتا رہتا ہے۔ نیو یارک کے جس مکان کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس کی قیمت سنکر دل ڈر جاتا ہے۔ لیکن اس کا مالک کہتا ہے کہ مجھے ساری قیمت کا صرف ۱۵ فیصدی ادا کر دیں اس کے بعد مجھے کرایہ دیتے رہیں جو قیمت میں شمار ہوتا رہے گا۔ گویا اگر ہم کل قیمت کا صرف ۱۵ فی صدی یعنے بیس ہزار پانچ سو روپیہ ادا کر دیں تو ہمیں یہ مکان مل جائے گا۔ اس کے بعد جس طرح پہلے ہمارا مبلغ اپنے مکان کا کرایہ ادا کرتا ہے۔ اسی طرح پھر بھی اسے کرایہ ہی ادا کرنا پڑے گا۔ پھر یہ کرایہ قیمت میں سے کٹ جائے گا۔ اور مکان اپنا ہو جائے گا۔ بہرحال سلسلہ کی ضروریات تقاضا کرتی ہیں۔ کہ جماعت کے دوست

اپنی آمدنیں بڑھانے کی کوشش کریں

تاکہ تبلیغ کو وسیع کیا جا سکے۔ ہماری جماعت کا بیشتر حصہ زمینداروں پر مشتمل ہے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی سستیاں ترک کر دیں۔ اور صحیح طریق پر محنت کریں۔ تاکہ ان کی آمدنیں ترقی کریں اور اس کے نتیجہ میں

سلسلہ کا بجٹ

بھی ترقی کرے۔

آج کل ملک کے بحران اور نقصان کی وجہ سے

میری طبیعت

کچھ ضعف محسوس کرتی ہے۔ اور سر چکراتا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ مجھے کچھ دن آرام مل جائے۔ تاکہ طبیعت اعتدال پر آ جائے۔ مجھے امید نہیں تھی کہ میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب کے سامنے اتنا بول سکوں گا۔ لیکن خدا تعالےٰ کا فضل ہوا۔ اور مجھے دوسرے دن ایک گھنٹہ تیس منٹ۔ اور تیسرے دن ایک گھنٹہ چھپن منٹ تک بولنے کی توفیق ملی۔ گویا آخری دو دنوں میں میں نے تین گھنٹے انیس منٹ تک تقریر کی۔ یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل اور اسی کی عنایت ہے۔ ورنہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ میں اس قدر بوجھ برداشت کر سکتا۔ خدا تعالےٰ ہماری جماعت کے دوستوں کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ وہ آئندہ زیادہ محنت کریں۔ اور صحیح طریق پر محنت کریں۔ اور اپنی کمائی اور معیار زندگی کو اونچا کریں۔ اب جو شخص سو روپیہ ماہوار کماتا ہے وہ آئندہ ایک ہزار روپیہ ماہوار کمانے۔ جو احمدی ملازم اس وقت پچاس روپیہ ماہوار لے رہا ہے وہ آئندہ ایسی تندہی سے کام کرے کہ اسے پچاس روپیہ کی بجائے ایک سو یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ملنے لگ جائے۔ ہمارا جو تاجر اس وقت پچاس روپیہ روزانہ کی بکری کرتا ہے۔ وہ آئندہ سال میں اتنی ترقی کرے کہ اس کی روزانہ بکری چار پانچ سو روپیہ تک پہونچ جائے اور اس طرح اس کی کمائی کے ساتھ ساتھ سلسلہ کی آمد بھی بڑھے۔ اگر ہمارے دوست محنت کریں۔ اور تحریک اور صدر انجمن احمدیہ دونو کا بجٹ

پچاس ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ہو جائے

تو مختلف ممالک میں مساجد بھی تعمیر کی جا سکتی ہیں۔ اس وقت مالی کمزوری کی وجہ سے ہم ہر ملک میں مساجد تعمیر نہیں کر سکتے۔ جس کی وجہ سے کام میں ترقی نہیں ہو رہی۔ دمشق سے بھی مجھے چٹھی آئی ہے کہ جس علاقہ میں ہماری مسجد ہے۔ اس کی عمارات سرکاری ضروریات کے پیش نظر گرائی جا رہی ہیں۔ اس لئے ہمیں مسجد مہمانخانہ۔ لائبریری وغیرہ کے لئے کسی دوسرے مقام پر زمین خریدنے کی سخت ضرورت ہے۔ اگر ہم نے فوری طور پر اس کا انتظام نہ کیا۔ تو ہمیں کوئی مناسب مقام نہیں مل سکے گا۔ اسی طرح اور بھی

سلسلہ کی کئی ضروریات

جن کے لئے روپیہ کی ضرورت رہتی ہے ۔ امریکہ کی جماعت کو لے لو ۔ وہ اپنی آمد بڑھانے کی اتنی کوشش کر رہی ہے کہ بعید نہیں آئندہ سال میں ان کی آمد لاکھ سوا لاکھ روپیہ تک پہونچ جائے ۔ بلکہ میں تو انہیں یہ تحریک کر رہا ہوں ۔ کہ آئندہ چند سال میں ان کا بجٹ پچیس تیس لاکھ روپیہ سالانہ ہو جانا چاہیئے ۔ ادھر ہمارا مرکز کا بجٹ بھی اگر پچیس تیس لاکھ روپیہ سالانہ تک پہونچ جائے تو یورپ اور دوسرے ممالک میں زیادہ سے زیادہ مشن قائم کئے جا سکتے ہیں ۔ اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ جلد سے جلد شائع کیا جا سکتا ہے میں ناظروں اور وکلاء کو بھی

اس طرف توجہ دلاتا ہوں

کہ یہاں ایک ایک دفتر میں آٹھ آٹھ دس دس آدمی ہیں ۔ اور باہر کے ممالک میں ہمارا صرف ایک ایک مبلغ ہے اور وہ اکیلا اتنی محنت کرتا ہے ۔ کہ ہمارے انگلستان کے مبلغ نے ہی لکھا کہ دن رات صرف فون پر پیغام وصول کرنے اور ان کا جواب دینے کے لئے ہی ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ میں جانا پڑے تو اس کے لئے آٹھ گھنٹے درکار ہوتے ہیں ۔ گویا اگر وہ تبلیغ نہ کرے ۔ صرف فون پر آنے والے پیغامات کا ہی جواب دے ۔ تو اس کے روزانہ آٹھ گھنٹے خرچ ہوتے ہیں ۔ لیکن پھر بھی وہ تبلیغ کرتا ہے اگر وہ لوگ اتنے مصروف ہونے کے باوجود سلسلہ کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ۔ تو ہمارے

ناظروں اور وکلاء کو بھی چاہیئے

کہ وہ بھی اپنے کام کی رفتار کو بڑھائیں ۔ اسلام پر اب ایسا نازک وقت آیا ہوا ہے ۔ کہ جب تک ہم اپنی طاقت سے بالا کام کرنے کی کوشش نہیں کریں گے ۔ اس وقت تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے ۔ جب خدا تعالیٰ جماعت کے چندوں کی تعداد بڑھا دے گا ۔ تو تبلیغ کے ذریعہ ہونے سے آدمیوں کی تعداد بڑھ جائے گی ۔ اور مختلف ممالک میں نئے مشن کھولے جا سکیں گے ۔ بورنیو میں اس وقت ہمارے دو مبلغ ہیں ۔ پہلے یہ سمجھا جاتا تھا ۔ کہ اس علاقہ میں احمدیت کا پھیلنا مشکل ہے ۔ اس لئے یہاں دو مبلغوں کو بٹھانے کی کیا ضرورت ہے ۔ اور اس علاقہ میں پہلے بہت ہی تھوڑے احمدی تھے بلکہ حقیقت یہ ہے ۔ کہ وہاں صرف ایک ہی احمدی تھے ۔ اور وہ ڈاکٹر بدرالدین صاحب تھے ۔ میں وہاں کے مبلغین کو بار بار کہہ رہا تھا ۔ کہ اپنے کام کو بڑھاؤ آخر خدا تعالیٰ کا فضل ہوا ۔ اور اس علاقہ میں احمدیت کے پھیلنے کے سامان پیدا ہو گئے ۔ ہمارا ایک مبلغ بورنیو کے ایک حصہ میں تبلیغ کے لئے گیا ۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ فضل ہوا کہ وہاں

احمدیت کی ایک رو پیدا ہو گئی ۔ انگریزوں کو جب اس رو کا احساس ہوا ۔ تو حکام نے اس کو دبانا چاہا ۔ اور جو شخص بھی احمدی ہونے لگتا اس پر دباؤ ڈالا جاتا ۔ کہ اگر وہ احمدی ہو گیا ۔ تو اسے ملازمت سے برخواست کر دیا جائے گا یا اسے جائداد سے محروم کر دیا جائے گا ۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے مبلغ کو خدا تعالیٰ نے اس علاقہ میں کامیابی عطا فرمائی ۔ آج وہاں سے ایک اور خط آیا ہے کہ دوسرے مبلغ کو بھی ایک دوسرے علاقہ میں بھیجا جا رہا ہے ۔ اور خیال ہے کہ اگر یہ مبلغ اسی علاقہ میں گیا ۔ تو وہ

سارے کا سارا علاقہ

احمدیت میں داخل ہو جائے گا ۔ بورنیو میں آبادی کم ہے لیکن علاقہ بہت وسیع ہے ۔ اگر انگریزی اور انڈونیشین بورنیو ۔ دونوں کو ملا لیا جائے ۔ تو اس کا رقبہ ہندوستان کے نصف کے برابر ہے ۔ اور پاکستان سے وہ تین چار گنا زیادہ ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس علاقہ میں احمدیت پھیلا دی ۔ تو یہ ہمارے لئے بڑی برکت کا باعث ہو گا ۔ بہرحال پاکستان سے باہر کے دوست جن کو اللہ تعالیٰ نے اخلاص دیا ہے ۔ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں ۔ اور جماعت کی مالی اور اقتصادی حالت کو مضبوط بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

پاکستانیوں کو بھی چاہیئے

کہ وہ بھی جماعت کی مالی اور اقتصادی حالت کو مضبوط کرنے کی کوشش کریں ۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اولیت کا فخر بخشا ہے ۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس فخر کو قائم رکھیں ۔ اگر امریکہ کی جماعت کا چندہ کسی وقت ۶۰۰۰۰۰۷ کروڑ بھی ہو جائے تب بھی ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جو پہل ہمیں نصیب ہے ۔۔۔

آئندہ بھی قائم رہے

اور ہمارا چندہ ان سے ہمیشہ زیادہ رہے ۔ اور ہم کہہ سکیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں جس مقام پر کھڑا کیا تھا ہم اسی پر قائم ہیں ۔ ویسے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اولیت کا شرف اس رنگ میں پاکستانیوں کو ہی حاصل ہے کہ احمدیت انہی کی قربانیوں کے نتیجہ میں دوسرے ممالک میں پھیلی ہے ۔ لیکن پھر بھی کوشش کرنی چاہیئے ۔ کہ کسی رنگ میں بھی کوئی دوسرا ملک ہم سے آگے نہ نکل سکے ۔ اور ہمیشہ ہم اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھاتے چلے جائیں ۔

بڑی بات تو یہ ہے

کہ ہماری جماعت کے دوستوں کو ان غیر احمدی

معززین سے بھی چندہ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ جو اشاعت اسلام کے کام میں دلچسپی رکھتے ہیں اگر اس رنگ میں کوشش شروع کی جائے تو ہماری مالی حالت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہو سکتی ہے ۔ آپ لوگ یہ خیال اپنے دل سے نکال دیں ۔ کہ غیر احمدی چندہ نہیں دیں گے ۔ ان میں بھی اسلام سے محبت رکھنے والے لوگ موجود ہیں ۔ اور جب ان پر حقیقت واضح کر دی جائے ۔ تو وہ اس کام میں مدد دینے کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں ۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا ۔ کہ میں نے سکنڈے نیویا کے مشن کے لئے تحریک کی ۔ تو لاہور کے ایک احمدی دوست نے ساڑھے پانچ سو روپیہ چندہ دے دیا ۔ اسی طرح میں نے کراچی میں ایک تقریر کی ۔ تو اس کے بعد ایک غیر احمدی دوست نے پچاس روپے بھیج دیئے ۔ کہ انہیں آپ جہاں چاہیں خرچ کریں ۔ چنانچہ میں نے وہ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے دے دیا ۔ پس آپ لوگ بلا وجہ حجاب کرتے ہیں ۔ اور غیر احمدیوں سے چندہ نہیں مانگتے ۔ آپ اپنے اپنے دوستوں کے پاس چلے جائیں ۔ اور انہیں بتائیں کہ اس وقت ہماری جماعت

اشاعتِ اسلام کا فریضہ

ادا کر رہی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام نہایت خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے ۔ اگر آپ کو اس بات کی توفیق نہیں ۔ کہ اپنے مبلغ کسی ملک میں بھیجیں ۔ تو یہ بات تو آپ کے اختیار میں ہے ۔ کہ آپ ہماری جماعت کی مالی امداد کریں ۔ اور اس نیک کام میں اللہ تعالیٰ کے حضور حصہ دار بن جائیں ۔ آپ معمولی رقم دے کر بھی اس کام میں حصہ دار بن سکتے ہیں ۔ کہ ہم سوئٹزرلینڈ ۔ ہالینڈ ۔ فن لینڈ اور دوسرے ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں ۔ اگر تم اس طرح جماعت کی مالی طاقت کو مضبوط بنانے میں لگ جاؤ ۔ اور زیادہ سے زیادہ

غیر احمدی دوستوں کو اس کام میں حصہ دار بنا لو

تو تھوڑے عرصہ میں ہی دس پندرہ لاکھ روپیہ صرف اسی ذریعہ سے اکٹھا ہو سکتا ہے ۔ چونکہ دوسرے مسلمانوں میں یہ مادہ نہیں پایا جاتا کہ وہ اسلام کی تبلیغ کے لئے غیر ممالک میں جائیں اس لئے چاہے وہ روپیہ دیں ۔ پھر بھی آدمی تمہارے ہی کام کریں گے ۔ اور انہی کو اسلام کی سربلندی کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنی پڑے گی ایک دفعہ افریقہ کے ایک مبلغ نے مجھے لکھا کہ

اس علاقہ میں ازہر یونیورسٹی کی طرف سے ایک مبلغ بھجوایا گیا ہے ۔ جو بہت بڑا عالم ہے اور میں معمولی لکھا پڑھا ہوں ۔ میں حیران ہوں کہ اب میں کیا کروں گا ۔ میں نے اسے لکھا ۔ کہ گھبراؤ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ طاقت دی ہے کہ تم درختوں کی جڑیں اور پتے کھا کر گذارہ کر لو ۔ لیکن وہ لوگوں سے مرغ اور پلاؤ کا مطالبہ کریگا ۔ جو وہ مہیا نہیں کر سکیں گے ۔ اور اس طرح وہ جلدی وہاں سے بھاگ جائے گا ۔ تم سمجھتے ہو کہ تبلیغ صرف علم سے ہی ہوتی ہے ۔ حالانکہ تبلیغ صرف علم سے نہیں ہوتی ۔ بلکہ اس کے لئے

اخلاص اور قربانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے

اس لئے تم اس کے علم و فضل سے گھبراؤ نہیں ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد مجھے اس کا خط آیا ۔ کہ آپ نے جو کچھ لکھا تھا ۔ وہ بالکل درست ثابت ہوا ۔ وہ مبلغ چند دن کے بعد ہی یہاں سے واپس چلا گیا ۔ اور اس کی وجہ اس نے یہی بتائی کہ مجھے یہاں اچھا کھانا نہیں ملتا ۔ اب دیکھو میں نے اپنے مبلغ کو پہلے ہی لکھ دیا تھا ۔ کہ وہ معمولی غذا کھا کر گذارہ نہیں کر سکے گا ۔ اور بھاگ جائے گا ۔ یہ توفیق صرف احمدیوں کو ہی میسر ہے ۔ کہ وہ درختوں کی جڑیں کھاتے ہیں پتے کھاتے ہیں ۔ بدبودار گھاس کھاتے ہیں ۔ اور دس دس سال تک گزارہ کرتے چلے جاتے ہیں ۔ اور تبلیغ کا کام جاری رکھتے ہیں ۔ اس کے نتیجہ میں ان کی صحتیں بھی خراب ہو جاتی ہیں ۔ لیکن وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے ۔ انگریز لوگ مغربی افریقہ کو White man's Grave یعنی سفید آدمیوں کی قبر کہتے ہیں ۔ کیونکہ وہاں وہ جسے بھی بھجواتے تھے ۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ مر جاتا تھا ۔ لیکن خدا تعالیٰ نے

احمدی مبلغین کو یہ توفیق دی ہے

کہ وہ درختوں کی جڑیں اور پتے اور بدبودار گھاس کھاتے ہیں اور پھر بھی تبلیغ اور اشاعت اسلام کا کام کئے جاتے ہیں ۔ بعض دفعہ ان کی انتڑیوں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں ۔ لیکن وہ اس کی بھی پروا نہیں کرتے ۔ اور خدا تعالیٰ کا نام بلند کئے جاتے ہیں ۔ لیکن مصری مبلغ وہاں کام نہیں کر سکتے ۔۔۔ اگر وہاں جائیں گے ۔ تو کہیں گے ۔ مرغا اور پلاؤ لاؤ ، ہم جڑیں اور پتے نہیں کھائیں گے ۔ اور جب انہیں مرغا اور پلاؤ نہیں ملے گا ۔ تو وہ واپس آ جائیں گے پس وہ اگر چندے دیں گے ۔ تو آپ لوگ تسلی رکھیں کہ آدمی پھر بھی آپ کے ہی کام کریں گے ان کے آدمی باہر جا کر کام نہیں کر سکتے ۔

مولوی تمیز الدین صاحب کو جو پاکستان دستور ساز اسمبلی کے صدر تھے تبلیغ کا شوق تھا ۔ انہوں نے

جرمنی میں ایک مبلغ اسلام کی تبلیغ کے لئے بھجوایا لیکن

لطیفہ یہ ہوا

کہ وہ مبلغ بھی ہماری جماعت سے نکلا ہوا ایک شخص تھا۔ اور میرے ہی ذریعہ وہ مسلمان ہوا تھا۔ وہ جرمنی گیا اور چھ ماہ کے بعد ہی وہاں سے بھاگ آیا۔ اس نے یہی بتایا۔ کہ مجھے کافی گزارہ نہیں ملتا۔ میں وہاں کس طرح کام کر سکتا ہوں۔ حالانکہ جو گزارہ اسے ملتا تھا۔ اس کا دسواں حصہ ہمارے مبلغوں کو ملتا ہے۔ اور پھر بھی وہ وہاں کام کر رہے ہیں۔ پس دوسرے مسلمانوں میں جانی قربانی کا مادہ نہیں پایا جاتا اگر تم ان سے چندہ لو گے۔ تو آدمی پھر بھی تمہارے ہی جائیں گے۔ لیکن اگر غیر احمدی دوست دس لاکھ روپیہ چندہ دیں۔ اور جماعت کا چندہ مثلاً بیس لاکھ روپیہ ہو۔ تو وہ اس بات پر فخر کر سکیں گے۔ کہ ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر ۳۰ لاکھ روپیہ سالانہ تبلیغ اسلام پر خرچ کر رہے ہیں۔ گویا ان کی وہی مثال ہوگی۔ جیسے

لطیفہ مشہور ہے

کہ دو عورتیں بیاہ پر گئیں۔ ہمارے ملک میں نیوتا دینے کا رواج ہے۔ جب نیوتا دینے کا وقت آیا۔ تو ان میں سے ایک غریب تھی۔ اس نے ایک روپیہ نیوتا دیا۔ اور دوسری مالدار تھی۔ اس نے بیس روپے نیوتا دیا۔ کسی عورت نے ایک روپیہ نیوتا دینے والی سے دریافت کیا کہ تم نے کتنا نیوتا دیا ہے۔ چونکہ اس نے اس بات کے اظہار میں شرم محسوس کی۔ کہ اس نے ایک روپیہ نیوتا دیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے کہنے لگی۔ میں تے بھابی اگی۔ یعنی میں اور میری بھاوجہ نے اکیس روپیہ نیوتہ دیا ہے۔

اسی طرح غیر احمدی معززین بھی کہہ سکیں گے کہ ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر اتنے لاکھ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے دے رہے ہیں۔ پس تم اپنی اپنی جگہ جا کر

غیر احمدی دوستوں سے چندہ لینے کی کوشش کرو

اگر شروع شروع میں تمہیں کوئی ایک پیسہ بھی چندہ دے تو خوشی سے قبول کرو۔ اور یاد رکھو کہ جو شخص ایک دفعہ خدا تعالےٰ کی خاطر تھوڑی سی رقم خرچ کرنے کی توفیق پاتا ہے۔ خدا تعالےٰ اسے آئندہ پہلے سے زیادہ قربانی کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اگر پہلی دفعہ کوئی شخص پیسہ یا دو پیسے چندہ دیتا ہے۔ تو بعد میں وہ دو روپے دس روپے۔ بیس روپے بلکہ سو سو روپے دینے کے لئے بھی تیار ہو جائے گا۔ مگر ضرورت یہ ہے کہ تم دوسروں سے مانگو۔ اور پھر یہ نہ دیکھو۔ کہ اس نے کیا دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ

ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ دنیا میں جو طفیلی مشہور ہیں۔ ان کو اس لئے طفیلی کہا جاتا ہے۔ کہ ایک شخص محمد طفیل نامی اس گروہ کا بانی تھا۔ اور اس کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ انسان کو کمانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ دوسروں سے مانگ کر کھانا چاہیئے۔ اس کے شاگرد بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ ان کا ایک بڑا مخلص شاگرد تھا۔ جب وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس جانے لگا۔ تو وہ ان سے کہنے لگا۔ کہ مجھے کوئی ایسا سبق دیجئے۔ جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھایا ہو۔ وہ کہنے لگا۔ تم بہت نیک ہو اور مجھے امید ہے۔ کہ تم میری نصائح پر پوری طرح عمل کرو گے۔ اس لئے ایک نصیحت تو میں تمہیں یہ کرتا ہوں۔ کہ جب تم مانگنے کے لئے نکلو۔ تو تم یہ نہ دیکھو کہ جس سے تم مانگتے ہو۔ وہ کون ہے چاہے کوئی ہو۔ اس سے تم سوال کر دیا کرو۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ کوئی اور نصیحت فرمایئے۔ انہوں نے کہا۔ میری

دوسری نصیحت یہ ہے

کہ مانگتے وقت یہ نہ دیکھو۔ کہ موقعہ کیا ہے۔ کوئی بھی موقعہ ہو۔ تم آگے بڑھ کر مانگنے لگ جایا کرو۔ اور تیسری نصیحت یہ ہے۔ کہ اس کے بعد یہ نہ دیکھو۔ کہ کوئی تمہیں دیتا کیا ہے۔ وہ تمہیں جو کچھ بھی دیدے لے لو۔ اور اسے کہو۔ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ استاد کو اپنے اس شاگرد سے بہت پیار تھا۔ اس لئے وہ اسے الوداع کہنے کے لئے شہر سے دور باہر گئے۔ قریب ایک مسجد تھی۔ وہ الوداع کہنے کے بعد مسجد کے غسل خانہ میں چلے گئے۔ کیونکہ انہوں نے دیر سے اپنی بغلوں وغیرہ کی صفائی نہیں کی تھی۔ وہ استرے سے اپنی بغلیں صاف کر رہے تھے۔ کہ باہر سے انہیں اسی شاگرد نے آواز دی۔ کہ حضور خدا تعالےٰ کی خاطر مجھے کچھ دیں۔ استاد نے کہا۔ بے حیا مجھے غسل سے تو باہر نکلنے دے۔

شاگرد نے کہا

حضور آپ نے ہی تو نصیحت کی تھی۔ کہ جب مانگنے جاؤ۔ تو یہ مت دیکھو کہ موقع کیا ہے۔ پھر انہوں نے کہا تو جانتا نہیں۔ میں تیرا استاد ہوں۔ اور تو مجھ سے ہی مانگنے کے لئے آ گیا ہے۔ شاگرد نے کہا۔ حضور آپ نے ہی تو نصیحت فرمائی تھی۔ کہ مانگنے جاؤ۔ تو یہ مت دیکھو۔ کہ تم کس شخص سے مانگ رہے ہو۔ اس پر استاد نے وہی بغلوں کے بال اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

اس پر شاگرد کہنے لگا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ اور آپ کو بہت بہت دے۔ تم بھی بالکل اسی رنگ میں اپنے غیر احمدی دوستوں کے پاس جاؤ۔ اور ان کے سامنے سارے حالات رکھو۔ اور کہو کہ اس اس طرح احمدیہ جماعت تمام دنیا میں اسلام کی اشاعت کر رہی ہے۔ اگر آپ بھی یہ خواہش رکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں اسلام کی اشاعت ہو۔ تو آپ بھی ہماری مدد کریں۔ اور حسب توفیق دو روپے پانچ روپے دس روپے یا سو روپے دیں۔ اس طرح تبلیغ اسلام میں آپ بھی شریک ہو جائیں گے۔ اور آپ بھی کہہ سکیں گے۔ کہ ہم

یورپ میں اسلام کی تبلیغ

کر رہے ہیں۔ پھر چاہے وہ تمہیں ایک پیسہ ہی دے دے لو۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا۔ کہ وہ تمہیں گالی بھی دے۔ تو تم اس کی پرواہ نہ کرو اور سمجھو کہ اس کے بدلہ میں خدا تعالےٰ کے فرشتے تمہارے لئے دعا کریں گے۔ اگر تم یہ کوشش شروع کرو۔ تو تم دیکھو گے۔ کہ خدا تعالےٰ تمہارے کام میں کس طرح برکت پیدا کر دیتا ہے۔ اور پھر اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ تمہیں خود بھی اخبارات اور سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کرنا پڑے گا اور بتانا پڑے گا کہ تمہارے کہاں کہاں مبلغ ہیں اور وہ کیا کام کر رہے ہیں۔ گویا اس طرح نہ صرف سلسلہ کی تبلیغ وسیع ہوگی بلکہ دوسرے لوگوں کے دل بھی صاف ہوں گے اور خدا تعالےٰ ایک دن انہیں قبول حق کی توفیق دے دے گا۔

ضرورت صرف اس بات کی ہے

کہ تم پاگلوں کی طرح کام شروع کرو۔ میں ایک دفعہ گوجرانوالہ میں تبلیغ کے لئے گیا تو ایک بہت بڑے لیڈر نے اصرار کیا کہ میں اس کے ہاں ٹھہروں۔ انتظام تو جماعت کا ہی تھا۔ مگر اس نے رہائش کے لئے اپنی کوٹھی دیدی۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا۔ اس وقت اس نے فقیروں کا سا لباس پہنا ہوا تھا۔ مجھے کہنے لگا۔ اب آپ مجھے اجازت دیں میں آٹا مانگنے چلا ہوں۔ وہ اس وقت ڈپٹی کے عہدہ پر تھا۔ میں نے اس سے کہا ڈپٹی صاحب آپ نے یہ کیا کیا ہے۔ وہ کہنے لگا میں نے ایک سکول جاری کیا ہوا ہے۔ اس کے اخراجات مہیا کرنے کے لئے میں لوگوں سے آٹا مانگنے چلا جاتا ہوں۔ ممکن ہے لوگ اسے ڈپٹی سمجھ کر زیادہ آٹا دے دیتے ہوں۔ اور وہ کوئی چٹکی چٹکی دیتے ہوں اور اسے مٹھی بھر دے دیتے ہوں۔ لیکن بہر حال اس آٹے سے جو رقم اسے ملتی تھی۔ اس سے وہ ایک ہائی سکول کے اخراجات پورے کرتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی بعض خبیث الطبع لوگ اس قسم کے نیک کام کرنے والوں پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں۔ اس ڈپٹی کا ایک بیٹا وزیر بھی رہا ہے۔ اسپیکر وہ مشہور کیفی

ہے۔ اور کانسی ٹیوئنٹ اسمبلی کا ممبر بھی ہے اور اس کا دوسرا بیٹا کسی محکمہ کا ڈائرکٹر تھا۔ اور خود وہ ڈپٹی تھا۔ لیکن جب وہ

قوم کے مفاد کی خاطر

اپنے عہدہ اور وجاہت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آٹا مانگنے کے لئے چلا گیا۔ تو ایک شخص مجھے کہنے لگا کہ یہ آٹا بھی مانگ کر کھا جاتا ہے۔ گویا یہ صلہ تھا جو لوگوں نے اسے دیا۔ کہ وہ قوم کی خاطر فقیر بنا۔ لیکن بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ آٹا مانگ کر بھی کھا جاتا ہے۔ پس تم مصائب کی پرواہ نہ کرو کہ کوئی شخص تمہیں کیا کہتا ہے۔ بلکہ اپنا کام کئے جاؤ۔ اگر کوئی تمہیں گالی دیتا ہے تب بھی تم برا نہ مناؤ۔ بلکہ تم اسے کہو کہ تم نے مجھے گالی دی ہے

میں دعا کرتا ہوں

خدا تعالےٰ مجھے بھی توفیق دے دے کہ میں پہلے سے زیادہ خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر سکوں۔ پھر ممکن ہے اسے بھی شرم آ جائے اور وہ بھی ایک آدھ روپیہ بطور چندہ دے دے اور پھر وہ اگر ایک دفعہ کچھ دے گا تو خدا تعالےٰ آئندہ اسے زیادہ دینے کی توفیق عطا فرما دے گا۔ اگر پہلے سال تم دس روپیہ چندہ کا حاصل کرو گے تو خدا تعالیٰ آئندہ تمہاری کوششوں میں برکت ڈالے گا اور دس روپے کی بجائے دو دو سو روپیہ تمہارے معرفت آنا شروع ہو جائے گا۔ اور پھر کسی دن اس کی مقدار ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ جائے۔

پس تم واپس جا کر

میری ان نصائح پر عمل کرو

اور چاہے کوئی تمہیں گالیاں بھی دے۔ تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ اور اسے کہو کہ وہ خدا تعالےٰ کے دین کے لئے تمہیں کچھ نہ کچھ ضرور دے۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اگر تم کسی کے پاس چندہ مانگنے جاؤ تو جیب میں چند پیسے ڈال لیا کرو۔ اگر وہ تمہیں گالی دے تو تم اس کے سامنے ایک دو پیسے نکال کر دوسری جیب میں ڈال لو اور کہو کہ آپ نے تو کچھ نہیں دیا میں ہی آپ کے نام پر ایک دو پیسے خدا تعالےٰ کی راہ میں دیدیتا ہوں۔ ممکن ہے وہ اسی طرح سے شرمندہ ہو اور آئندہ اس کے دل میں بھی قربانی کرنے کا احساس پیدا ہو جائے۔ پس تم واپس جا کر اس طریق پر عمل کرو اور مجھے بھی اطلاع دو کہ تم نے میری اس نصیحت پر کیا عمل کیا ہے اور اپنے دوستوں سے بھی کہو کہ میں ربوہ سے یہ نصائح سن کر آیا ہوں۔ تم بھی ان پر عمل کرو اور یاد رکھو کہ اگر تم نے ان نصائح پر چند سال بھی عمل کیا تو تمہاری کایا پلٹ جائیگی تمہارے

دلوں میں ایک نور پیدا ہو جائے گا

اور خدا تعالےٰ تمہاری مدد کرنے لگ جائے گا۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ تم اسلام کی خدمت کر رہے ہو۔ دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی خدمت اور قربانی کا مادہ پیدا ہو جائیگا۔ اور وہ بھی تمہاری طرح اسلام کی اشاعت میں مصروف ہو جائیں گے۔ خدا تعالےٰ تمہارے ساتھ ہو۔

مقبرہ بہشتی کی حقیقت

ایک سوال کا جواب

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

مقبرہ بہشتی کا نام ہی ایسا ہے کہ مسلم و غیر مسلم کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور وہ اس کے متعلق دریافت حال کرنے کے لئے مختلف سوالات کرتے رہتے ہیں۔ آجکل مسلم احباب کی آمد قادیان میں تو کم ہے۔ البتہ غیر مسلم حضرات کثرت سے تشریف لاتے اور مقبرہ مذکورہ دیکھنے کے لئے جاتے ہیں، اور اس کے متعلق سوالات کرتے رہتے ہیں۔ مسلم احباب کو اس کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے قرآن کریم احادیث اور آنحضرت صلعم کا اسوہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو ان کے لئے حجت ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامور دنیا میں ایک ایسے بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے مومنوں کے مال اور جان لے لیتا ہے۔ اور ان کو ان کے بدلہ میں جنت عطا فرماتا ہے۔ مدینہ کا جنت البقیع مسلمانوں سے پوشیدہ نہیں اور حدیث میں وارد ہے کہ جس کے متعلق دو شخص گواہی دیں کہ وہ نیک ہے وہ جنتی ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے تو یہ کوئی انوکھی و اجنبی چیز نہیں ہو سکتی۔

غیر مسلم حضرات کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بہشتی مقبرہ ان بزرگ ہستیوں کی آرام گاہ ہے۔ جنہوں نے اپنی جان و مال اور زندگی کو فیضانِ عام اور خدمتِ خلق اور رفاہِ عام کے کاموں کے لئے صرف کیا۔ اور اپنی بہبودی پر دوسروں کی بہبودی کو مقدم کر لیا اور اپنی پیاری چیزوں کو دنیا کے امن اور سلامتی کے لئے لگا دیا۔ اور لوگوں کے لئے خدا کی راہ پانے کے سامان پیدا کئے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

" اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے۔ لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کو خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائینگے اور ایک کواں لگایا جائے گا۔ اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے۔ اس لئے وہاں ایک پل تیار کیا جائے گا۔"

(الوصیت)

چنانچہ ایک راستہ اور پل تیار کرایا گیا۔ جسے اپنے اور دوسرے سبھی استعمال کر رہے ہیں باقی رہا یہ معاملہ کہ ان کو ایک ہی جگہ کیوں دفن کیا جاتا ہے۔ تو اس کے متعلق بھی حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمایا ہے:-

" واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں"

پس ان کو ایک جگہ جمع کرنے کی یہ غرض ہے۔ کہ تا اس کی یادگار قائم رہے۔ اور ان کے رشتہ دار آکر ان کو دیکھ سکیں۔ اس طرح ان کے اندر بھی ویسا ایمان اور اعلیٰ قربانی کرنے اور دوسروں کے لئے ایثار دکھانے کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ اپنی اولاد اور دیگر اقرباء و رشتہ داروں اور اہلِ وطن کو ایسے نیک کردار اور ایسے کاموں کی ترغیب دے سکیں۔ اور اس طرح ان بے نظیر قربانیوں کا تسلسل قائم ہو جائے ایسا ہی آنے والے لوگ اور نسلیں ان کو ایک جگہ دیکھ کر ان کی ترقی مدارج کے لئے دل سے دعائیں کریں۔ اور دل سے ان کی بھلائی چاہیں پھر وہ ایسے لوگوں کی یادگار ہوسنے کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کی اولادوں اور دیگر رشتہ داروں کا تعلق قادیان سے رہے گا۔ اور وہ ان کی محبت کے جذبہ سے اس مرکز خدمت خلق سے وابستہ رہیں گے۔

اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ مومن کے پاس ہے سب اللہ تعالیٰ نے کا دیا ہوا ہے اور پھر اسی کے پاس جائے گا۔ سو اس مقبرہ کے ذریعہ سے اس کی خلق صورت انسان کی مرضی سے پیدا کر کے اسے ثواب کا مستحق بننے کا موقع ملتا ہے۔ انسان کا سارا مال کچھ اس کے اپنے ذریعہ سے اور کچھ اس کی اولاد در اولاد کی وصیت کے ذریعہ سے خدا کی راہ میں لگانے کا یہ ایک بہترین طریق ہے۔ تا مخلوق خدا اس تمام مال سے مستفید ہو۔ اور تا وہ سارے کا سارا رفاہ عام کے کاموں پر اور اس کے ذریعہ سے تمام دنیا میں امن و سلامتی پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جائے ہمارے نزدیک اشاعت اسلام کا کام بھی رفاہ عام کے کاموں میں شامل ہے۔ یہی حقیقی امن و سلامتی پیدا کرنے کا باعث ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ:-

" اس کی موت کے بعد وہ سوال حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔"

پھر فرماتے ہیں:-

ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور نو مسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے۔

پس یہ مقبرہ بہشتی اور اس کا قیام کمیونزم کا بھی بڑا زبردست علاج ہے۔ لوگ اپنی خوشی سے اپنا مال دوسروں کے لئے قربان کر سکیں گے۔ اور اس پر کار بند ہو کر دنیا میں حقیقی مساوات پیدا ہوگی اور اسی طرح عالمگیر اخوت اور محبت ترقی کرے گی۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے نیک اور اعلیٰ کاموں کی توفیق صرف ایسے ہی لوگوں کو مل سکتی ہے جو سورگ میں جانے والے ہوں۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ:-

" خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ میں صرف ایسے ہی لوگوں کو اس میں دفن ہونے دوں گا جو جنتی ہوں گے۔ اور جو جنتی نہ ہوں گا اسے اس میں دفن نہ ہونے دوں گا۔ اور اس کے راستہ میں رکاوٹ ڈال دوں گا۔"

پس یہ بہشتی مقبرہ کوئی بے کار چیز نہیں اور نہ ہی یہ کوئی مشغلہ ہے۔ بلکہ یہ دنیا کی بھلائی اور بہتری کا ایک غیر معمولی سامان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی منشاء اور اس کے ارشاد سے آپ نے قائم کیا ہے۔ اس میں کسی انسانی ارادہ کا دخل نہیں۔ یہ سب کاروبار اس اعلیٰ اور برتر ہستی کی طرف سے ہے۔ جس نے آپ کو اس تاریک زمانہ میں مخلوق کی بھلائی کے لئے کھڑا کیا ہے۔

" ذکر حبیب "

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی محترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری ان دنوں ...... زیارت مقامات مقدسہ کی خاطر قادیان میں تشریف فرما ہیں آپ نے مورخہ ۲۰ و ۲۳ جنوری کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ذکر حبیب کے موضوع پر نہایت ایمان افروز روایات سنائیں ان دونوں مجالس کی صدارت کے فرائض مکرم سید [illegible]

تبلیغ اسلام کے لئے

غیر احمدی شرفاء سے چندہ کی اپیل

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ... میں احباب جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جہاں وہ خود زیادہ سے زیادہ قربانی کرتے ہوئے اپنے چندوں میں باقاعدگی اختیار کریں وہاں تبلیغ اسلام کے کام کو وسیع پیمانہ پر چلانے اور جاری رکھنے کے لئے غیر احمدی دوستوں سے بھی چندہ کی اپیل کی جائے۔ حضور نے اپنے خطبہ میں تاکیداً ارشاد فرمایا ہے کہ اس سلسلہ میں دوست ابتدائی مشکلات سے نہ گھبرائیں۔ لوگوں کے انکار سے مایوس نہ ہوں بلکہ دیوانہ وار کوشش کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے نتیجہ میں تبلیغ کی نئی راہیں کھول دے گا اور جماعت کی مشکلات کو آسان کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس حضور کے اس تازہ ارشاد کی تعمیل میں ضروری ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے تمام دوست اس بارہ میں پوری کوشش اور جد و جہد کریں۔ بالخصوص عہدہ داران جماعت اور مبلغین صاحبان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے شہر اور ضلع میں ایک معین پروگرام بنا کر تمام غیر احمدی شرفاء کے پاس پہونچ کر تبلیغ اسلام کے لئے چندہ کی اپیل کریں اور حقیر سے حقیر رقم دینے والے کی پیشکش کو بھی خوشی اور شکریہ کے ساتھ قبول کریں۔ اگر جماعتوں کے دوست اس کام کے لئے مہینہ دو ایک دن وقف کر کے وفود کے ذریعہ سے اور انفرادی طور پر پوری کریں۔ تو امید ہے اللہ تعالیٰ احباب کی کوششوں میں برکت ڈالتے ہوئے انہیں غیر معمولی کامیابی عطا فرما دے گا۔ اس غرض کے لئے علیحدہ رسید بکیں ہر جماعت کے سیکرٹری مال کو نظارت ہذا کی طرف سے ارسال کی جا رہی ہیں۔

اس تحریک کو بہتر طور پر چلانے اور کامیاب بنانے کے لئے احباب جماعت جو کوشش کریں اور اس سلسلہ میں مفید تجاویز کی رپورٹ نظارت بیت المال میں آنی چاہیئے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

کیا آپ اپنا اور اپنی جماعت کا وعدہ بھجوا چکے ہیں

اگر نہیں تو ۲۹ر فروری تک وعدوں کی فہرست مکمل کریں

جن جماعتوں کے وعدے ابھی تک نہیں آئے یا جن کے وعدوں کی ایک مد فہرستیں آ چکی ہیں۔ مگر ان کی فہرست مکمل نہیں ہوئی ہے بلکہ بعض احباب وعدے کرنے والے باقی ہیں اور دفتر کا ریکارڈ بھی بتلاتا ہے کہ ان کی فہرست نامکمل ہے۔ ان کو دفتر کی طرف سے قبل ازیں جلد وعدے بھجوانے کے بارے میں یاددہانی کرائی جا چکی ہے۔ اس لئے جماعتوں کے امیر یا صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال فوری توجہ فرمائیں۔ کیونکہ احباب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عرفان و حقائق سے پُر تقاریر بھی جلسہ سالانہ والی پڑھ لی ہوں گی۔ اور ان کے ایمان و اخلاص میں زیادتی ہوئی ہوگی۔ اب وہ تحریک جدید کے تبلیغی کام میں قدم اٹھا کر ۲۹ر فروری تک اپنے وعدوں کی فہرست مکمل کر کے دفتر ہذا کو بھجوا دیں تا کہ دفتر ان جماعتوں اور احباب کے لئے حضرت اقدس کے حضور دعائے خاص کے لئے درخواست پیش کر سکے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

پرتاپ کی نیش زنی بقیہ صفحہ ۲

اخلاق اور انسانیت اسے معاف نہیں کر سکتی اور مہاشہ صاحب کی اس حرکت کو صحیح طور پر نیش زنی قرار دینے میں حق بجانب ہوں گا۔

راقم السطور کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلم عوام یا رہنمایان قوم یا مسلم اخبارات شرافت یا مصلحت کی بنا پر کوئی ایسی جوابی کارروائی نہ کریں جس سے معاملہ طول پکڑ کر فضا کو مکدر بنا سکے۔ لیکن پرتاپ ایسا کوتہ اندیش مقالہ نویس اُس وقت کیا کرے گا۔ جبکہ پاکستان کا کوئی فرد واحد یا بعض سے من چلے نوجوان اپنے کتوں کے نام اور کمہار اپنے گدھوں کے نام آریہ سماج یا ہندوؤں کی اہم اور مقدس شخصیتوں کے نام پر رکھ دیں ایسی حالت اگر پیدا ہو گئی تو اس کی ذمہ داری کس پر ہو گی؟ یقیناً مہاشہ کرشن آف پرتاپ پر

مہاشہ کرشن اپنی ہندوستانی۔ مزدوریت بدترین فرقہ پرستی۔ نہرو اور کانگرس دشمنی اور اسلام دشمنی۔ کینہ پروری کے لئے تو آج سے نہیں نہ معلوم کب سے مشہور ہیں۔ لیکن وہ اس بڑھاپے میں آ کر انسانیت اور شرافت سے بھی دشمنی مول لیں گے یہ امید نہیں کی جاتی تھی۔ شاید ایسی امید نہ کرنے والے ہی غلطی پر ہیں اُن کی نہرو اور کانگرس دشمنی نہ نہرو کا کچھ رتبہ کم کر سکتی ہے اور نہ کانگرس کا کچھ بگاڑ سکتی ہے ہاں یہ اُن کی دوکان چلتی رہنے میں معاون تو ہو سکتی ہے اور دوکان چلانا ہی اس دشمنی کا راز ہے۔ اسلام دشمنی بھی ایسی ہی ہے کہ کچھ تو آریہ سماجی خیالات کی وجہ سے اور کچھ لاہور میں جائداد چھوٹنے کی وجہ سے عود کر آئی ہے۔ لیکن بگڑا تا بگڑا تا اس بھی کچھ نہیں۔ چونکہ مہاشہ صاحب اپنی انہی خصلتوں کی وجہ سے تقسیم دلیں سے پہلے اور بعد اپنے ہمعصر اخبارات ہم مذہب و خیال اکابرین اور عوام میں کبھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھے گئے۔ اور ملکی یا قومی طور پر انہیں ان کی زبردست خواہش کے باوجود کوئی اہم پوزیشن نہیں مل سکی۔ اس لئے وہ اخبار نویسی کی آڑ میں نہرو کانگرس مسلمان اور قوم پرستی کے خلاف لٹھ لئے پھرتے ہیں۔ لیکن یہ نیا کھیل جو وہ کھیل رہے ہیں یہ کچھ نہ کچھ رنگ لا سکتا ہے۔ لہذا میں اپنے ہموطن اور وطن سے باہر کے ہر مسلمان سے ملتمس ہوں کہ ہندوؤں کی رواداری کی مجموعی کہانیوں اور ہندوستان کے باشندوں کی روایات کو محض ایک سٹھیائے ہوئے اخبار نویس کی افسوسناک حرکت سے نہ کھو بیٹھیں۔ ہندوستان کا ہندو۔ اور ہر ہندو حضرت محمد مصطفےٰ پیغمبر اسلام کا اتنا ہی شیدائی ہے جتنا کہ اپنے خادمان دین کا۔ آپ کا احترام بجا لانا اپنا اخلاق اور مذہبی فرض سمجھتا ہے ہر سمجھدار ہندو لکھنؤ کے حادثہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں سے طالب معافی ہے۔

دولت رام گپتا بقلم خود۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۵۶ء

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور ان کو پاک کرتی ہے۔ آپ اپنے اموال کی زکوٰۃ مد ہذا میں بھیجیں —

مبلغین ہند اور تعلیم و تربیت

جیسا کہ قبل ازیں بدر میں دو مرتبہ اعلان کروایا جا چکا ہے مبلغین کرام جماعتوں کی تعلیم و تربیت کے بھی اسی طرح ذمہ دار ہیں جس طرح کہ تبلیغ کے۔ اور اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں کے افراد کی دینی تعلیم کا انتظام کرنا ان کے فرائض میں داخل ہے۔ مقامی سیکرٹریان تعلیم اور دوسرے عہدیداران اور پڑھے لکھے احباب کے تعاون سے ہر جماعت میں کلاسیں کھولی جائیں جہاں بچوں کی تعلیم کا انتظام ہو۔ اور نائٹ سکول بھی کھولے جائیں جہاں بڑی عمر کے دوست تعلیم حاصل کیا کریں اس کام کے لئے درسی کتب وغیرہ مہیا کرنا ضروری ہے جو قادیان میں کتب فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ اسی بارہ میں نظارت تعلیم و تربیت قادیان سے رجوع کیا جائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

شکریہ و درخواست دعا

۱۔ مکرم عبدالحی صاحب منیجر جاڈی بیڑی جلال کوچہ حیدرآباد دکن مکرم چوہدری عبدالرحمان صاحب آف کمپالہ یوگنڈا مشرقی افریقہ۔ نے بدر کے دو دو پرچے جاری کروائے ہیں۔

۲۔ مکرم بشیر الدین صاحب قائد خدام الاحمدیہ سکندرآباد نے بدر کے چار نئے خریدار بنائے ہیں۔

۳۔ مکرم سیٹھ صالح محمد صاحب نبیرہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے آصفیہ لائبریری حیدرآباد دکن کے نام ایک سال کے لئے ریویو آف ریلیجنز جاری کروایا ہے۔ اور

۴۔ مکرم سید حسین صاحب آف کاچیگوڑہ کے تعاون سے آصفیہ لائبریری حیدرآباد کے نام اخبار الفضل ایک سال کے لئے جاری ہوا۔

نظارت ہذا ان تمام معاونین احباب کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اور احباب جماعت سے درخواست کرتی ہے کہ ان سب کے لئے دعا فرمائی جائے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے

تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں۔ کہ مال سے بھی محبت کرو۔ اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے۔ کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ . . . . اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائدادوں کو اس راہ میں بیچ ہی دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہے۔ کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے“۔ (الحکم جلد ، نمبر ۴۲)

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کو سامنے رکھتے ہوئے جماعت کے ہر فرد کو محاسبہ کرنا چاہیئے۔ کہ کیا وہ اپنی مالی ذمہ داریوں کی طرف کما حقہ متوجہ ہے یا اُن کی طرف سے غفلت برت رہا ہے اگر محاسبہ نفس سے نہ بیدار ہو۔ تو ادائیگی فرض کے لئے ابھی بہت زیادہ جدوجہد اور کوشش کی گنجائش اور ضرورت باقی ہے۔ تو پھر ضروری ہے کہ وہ بھی اپنی سابقہ فروگذاشت اور کمی کا ازالہ کر کے عملاً طور پر اس بات کا ثبوت دے۔ کہ در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ حیدرآباد دکن جن کی صحت ہمیشہ سے ہی کمزور رہی ہے اب ان کو دمہ کی تکلیف بھی ہو رہی ہے۔ چونکہ یہ سلسلہ کے مخلص کارکن ہیں۔ اور تبلیغی جہاد کر رہے ہیں۔ اس لئے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اور تبلیغی میدان میں کامیابی بخشے۔ ×

نمبر ۲۔ مکرم مولوی احمد رشید صاحب مبلغ مالابار بعارضہ بواسیر فوتی ہسپتال میں زیر علاج ہیں احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ہندوستان کی خبریں

چنڈی گڑھ - ۲۳ر جنوری - پنجاب کے نئے مکھیہ منتری شری پرتاپ سنگھ کیروں اور ان کے تین ساتھیوں شری موہن لال ایم ۔ ایل ۔ اے ایڈووکیٹ بٹالہ ۔ سردار گورمکھ سنگھ باجوہ اور پروفیسر شیر سنگھ نے اپنے عہدوں کا حلف لے لیا ۔ ہر سہ وزراء میں محکموں کی تقسیم حسب ذیل طریق پر کی گئی ہے ۔

شری پرتاپ سنگھ کیروں ۔ عام نظم ونسق (وغیرہ لسیٹ پبلسٹی) لاء اینڈ آرڈر (جس میں جیل خانہ جات اور انصاف شامل نہیں)

ٹرانسپورٹ ۔ پنچایت ۔ کمیونٹی پراجیکٹ پلاننگ اینٹی کورپشن ڈیپارٹمنٹ ۔ شیڈولڈ کاسٹس و پسماندہ جاتیاں اور محکمہ فنکار

پروفیسر شیر سنگھ ۔ آبپاشی اور بجلی کوارڈیو مالیہ اشتمال اراضی ۔ لوکل سیلف گورنمنٹ اور سٹیشنری و پرنٹنگ ۔

سردار گورمکھ سنگھ باجوہ ۔ محکمہ تعلیم بسلسلہ ترقیات ۔ زراعت ۔ جنگلات ۔ ویٹرنری پبلک ورکس (بلڈنگ اینڈ روڈ) کیپٹل پراجیکٹ اور راجدھانی پراجیکٹ ورکس ۔

پنڈت موہن لال ۔ خزانہ ۔ صنعت ۔ جیل انصاف ۔ لیبر ۔ فوڈ اینڈ سول سپلائز ۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور آبادکاری

دہلی ۲۵ر جنوری ۔ راشٹر پتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے قیام جمہوریت کی چھٹی سالگرہ کے موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری خارجہ پالیسی کی بدولت بین الاقوامی دائرہ میں ہندوستان کا وقار بہت بلند ہو گیا ہے اور گذشتہ ایک سال میں عدم مداخلت اور مل جل کر رہنے کی پالیسی سے ایشیا اور یورپ کے کچھ اور دیش بھی ہم سے متفق ہو گئے ہیں ۔ اور پنچ شیل کے اصول دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلتے اور مقبول ہوتے جا رہے ہیں ۔ پہلے برسوں کی طرح اس سال بھی بہت سے دیشوں نے ہماری خارجہ پالیسی کو عالمی امن کا ایک منفرد حصہ تسلیم کیا ہے ۔ عدم مداخلت اور پُرامن ہم وجودیت کی ہماری پالیسی ہے جس کی پیروی ہمارے پردھان منتری خاص قابلیت سے کر رہے ہیں ۔ ایشیا اور یورپ کے کچھ اور دیش بھی اس سے متفق ہو گئے ہیں ۔ آپ نے فرمایا ۔ حال ہی میں ایک بار پھر ہمیں قدرتی آفات سے سابقہ پڑا ۔ ہندوستان کا شاید ہی کوئی حصہ ایسا رہا ہو گا جس پر گذشتہ سال سیلاب کا اثر نہ ہوا ہو ۔ خوفناک سیلابوں کے باعث وسیع علاقے زیر آب ہو گئے ۔ پورب میں آسام اور پچھمی بنگال میں دکن آندھرا اور مدراس میں اور اُتر میں بہار اُترپردیش ۔ پنجاب اور پیپسو میں ہم نے پانی کی تباہ کاریوں کو دیکھا جس کی وجہ سے سرسبز کھیت دیہات اور بستیاں اور شہروں کی گلیاں جھیلوں کا منظر پیش کرنے لگیں ۔ راجدھانی دہلی بھی سیلاب کے قہر سے بچ نہ سکا ۔ مجھے خوشی ہے کہ مرکزی سرکار اور متعلقہ صوبائی سرکاروں نے مصائب زدہ لوگوں کی امداد کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی سیلابوں کو مستقل طور پر روکنے کے لئے منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں ۔

امرتسر ۲۵ر جنوری ۔ شہید نگر جہاں کہ کانگرسی سیشن ہو رہا ہے ۔ کی تعمیر تقریباً مکمل ہو چکی ہے ۔ تعمیر کا جو کام باقی ہے ۔ وہ صرف لوہے کی چادروں کی کمی کی وجہ سے ادھورا ہے ۔ چادریں چند روز میں پہنچنے کی توقع ہے ۔ اور خیال ہے کہ یکم فروری تک تعمیر مکمل ہو جائے گی ۔ شہید نگر ایک نیا شہر دکھلائی دیتا ہے ۔ شہید نگر سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر اکالی دل نے اپنی کانفرنس کے لئے جگہ لی ہے ۔ اس جگہ کا نام گورو گوبند سنگھ کے صاحبزادے فتح سنگھ کے نام پر شہید فتح سنگھ نگر رکھا گیا ہے اور وہاں تعمیر کا کام شروع ہو گیا ہے ۔

چنڈی گڑھ - ۲۵ر جنوری ۔ سردار پرتاپ سنگھ کیروں مکھیہ منتری پنجاب نے ریپبلک ڈے کے موقعہ پر صوبہ کے عوام کے نام ایک پیغام میں لکھا ہے کہ ہمارے

"شریف آف کلکتہ کو انگریزی قرآن کریم کا تحفہ"

ڈاکٹر ایس ۔ این سین یکوائس چانسلر دہلی یونیورسٹی کو محترم الحاج جناب منشی محمد شمس الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ و امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے ڈاکٹر صاحب کے "شریف آف کلکتہ" منتخب ہونے پر جماعت احمدیہ کلکتہ کی جانب سے مبارکبادی کا پیغام ارسال فرماتے ہوئے اپنی اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا تھا کہ "اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میری خواہش ہے کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بطور تحفہ جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے پیش کروں ۔

چنانچہ شریف آف کلکتہ ڈاکٹر ایس ۔ این سین نے ہمارے پیغام مبارکبادی کا جواب ارسال فرماتے ہوئے جماعت احمدیہ کا بہت بہت شکریہ ادا فرمایا اور یہ بھی ذکر فرمایا کہ میرے پرانے دوست پروفیسر علامہ عبد القادر صاحب جماعت احمدیہ کے ایک ممتاز فرد ہیں ۔ آپ تحفہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ ارسال کر دیں مجھے شکریہ کے ساتھ قبول کروں گا ۔

چنانچہ آپ کا مکتوب گرامی موصول ہونے پر خاکسار معیت مکرم شفیع احمد صاحب مالاباری سیکرٹری تعلیم و تربیت صاحب موصوف کے مکان پر حاضر ہوئے اور تحفہ قرآن کریم انگریزی آپ کے ہاتھ دیا گیا ۔ صاحب موصوف نے نہایت تعظیم سے قرآن کریم کو اپنے سر پر رکھا اور تعظیمی الفاظ ارشاد فرمائے بعد ازاں آپ نے جماعت احمدیہ کلکتہ مرکز قادیان بانیٔ سلسلہ احمدیہ نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالات دریافت فرمائے جسے تفصیلی طور پر ان امور سے آگاہ کیا گیا یہ سلسلہ گفتگو تقریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہا ۔ آپ بہت محظوظ نظر آتے تھے ۔

جدگانِ سلسلہ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو اور ہم سب کو قرآن کریم کے پڑھنے اور اُس پر عمل کرنے کی اپنے فضل سے توفیق بخشے ۔ آمین ۔

خاکسار سید بدر الدین احمد عفی عنہ سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ کلکتہ

دیہات میں اس وقت جو خاموش انقلاب آ رہا ہے ۔ وہ انسانی اُمنگوں کا مرہونِ منت ہے آزادی کے بعد وہ طاقتیں جو انقلابی پیدا جبدی کی گئی ہوئی تھیں قومی تعمیر کے کام میں مصروف ہو گئی ہیں ۔

پرمان پاترا

ذیل میں ان اشخاص کی فہرست دی جاتی ہے ۔ جنہوں نے شستہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور سے پرمان پاترا حاصل کئے ۔ یہ فہرست ڈسٹرکٹ پبلک ریلیشنز آفیسر گورداسپور کی طرف سے بغرض اشاعت موصول ہوئی ہے ۔

تحصیل گورداسپور :—

۱ ۔ حکیم جسونت رائے کاہنوان
۲ ۔ میاں رگھبیر سنگھ صاحب مینیجنگ افسر گورداسپور
۳ ۔ سردار حرمت سنگھ صاحب سرپنچ موضع اسلام پور
۴ ۔ شری ایشر سنگھ صاحب سرپنچ موضع بھوبنی
۵ ۔ شری بہاری لعل سرپنچ موضع بہیالی
۶ ۔ شری بلونت سنگھ سابق ذیلدار موضع کھوتی ۔
۷ ۔ شری کرم چند ریٹائرڈ تحصیلدار گورداسپور
۸ ۔ شری لکھا سنگھ پنچ دھاریوال

تحصیل بٹالہ :—

۱ ۔ شری درگا داس سرپنچ موضع بھاگوال
۲ ۔ شری پیرن سنگھ موضع شنکر پورہ
۳ ۔ شری دریام سنگھ سرپنچ موضع دھندولی
۴ ۔ شری موہن لعل سرپنچ موضع دھوبا ۔

۵ ۔ شری شیر دل سرپنچ ہردو جھنڈا ۔
۶ ۔ شری مستہ سنگھ سرپنچ موضع بل زدپوریاں
۷ ۔ شری کرنیل سنگھ سرپنچ موضع بھاگوان پورہ
۸ ۔ شری سنتوکھ سنگھ موضع دھارووالی
۹ ۔ شری بنتا سنگھ نمبردار دھول پور

تحصیل پٹھانکوٹ :—

۱ ۔ شری منسراج سابق ذیلدار سوجان پور
۲ ۔ شری دھرم سنگھ سرپنچ موضع جھنڈپور
۳ ۔ شری لال سنگھ موضع دھر ۔